اسلام اور پاکستان
کے
بے رحم دشمن
الصادقین پبلیکیشنز

فہرست

تکفیری کون؟

تکفیریوں کی نشانیاں

تکفیر کے فتنے سے کیسے بچا جائے......؟

تکفیریوں کا علاج

مقدمہ

زیرِ نظر کتابچہ ''اسلام اور پاکستان کے بے رحم دشمن'' میں ایسے دشمنوں کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ جو باہر سے نہیں آئے اور نہ ان کا تعلق یہود و نصاریٰ، ہندو یا بدھ مت مذاہب سے ہے اور نہ ہی یہ لوگ غیر مسلم ہیں، بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے اندر موجود ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں، بلکہ صرف اپنے آپ ہی کو مسلمان سمجھتے ہیں، ہماری مساجد میں آتے جاتے ہیں، قرآن مجید پڑھتے ہیں، مگر انھیں دین کے بعض معاملات، خصوصاً حاکمیت کے حوالے سے ایسی شدید فکری غلطی لگی ہے کہ توحید، عبادات اور سنت کے معاملات کو چھوڑ کر صرف حکومت کے متعلق معاملات کو ہی اصل دین سمجھنے لگتے ہیں، ان کے نزدیک اصل مسئلہ حاکمیت ہے اور دیگر تمام اعمال ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر بھی وہ احادیث صحیحہ کا مطالعہ کرنے کے بجائے جذبات اور محض عقل سے کام لے کر دین کی شکل کو بگاڑ دیتے ہیں اور انتہا پسندی و شدت پسندی کی آخری حدوں کو چھونے لگتے ہیں، نتیجتاً ایسی گمراہ کن اور شیطانی سوچ کے حامل بن جاتے ہیں کہ مسلمانوں کا خون بہانے کو ہی اصل جہاد سمجھتے ہیں، مسلمانوں کو ہی دین کے راستے میں اصل رکاوٹ قرار دے کر انھیں غلبہ اسلام کے راستے میں رکاوٹ کی دیوار جان کر مسلم حکومتوں کے خلاف لڑتے ہیں اور عوام الناس کا قتل عام کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔

بعض لوگ ان کی ظاہری دینداری اور غلبۂ اسلام کی باتیں سن کر اور ان کی نفاذِ شریعت کی تڑپ دیکھ کر انھیں ''مجاہد'' سمجھنے لگتے ہیں، ایک طرف یہ لوگ عموماً مجاہدین کا روپ دھار کر فائدہ حاصل کرتے ہیں تو دوسری طرف اسلام اور مسلمانوں کا نقصان کرتے ہیں۔ کچھ لوگ انھیں مجاہد سمجھ کر ان کے قریب ہو جاتے ہیں اور ان کے ہمدرد بن جاتے ہیں، جبکہ مجاہدین سے ہمدردی رکھنے اور تعاون کرنے والے عوام الناس جب ان کے ہاتھ عام مسلمانوں کے خون

سے رنگے ہوئے دیکھتے ہیں تو پھر وہ جہاد سے متنفر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ جہاد ہے تو ہمیں ایسا جہاد نہیں چاہیے، ایسے مجاہدین سے تو کافر بہتر ہیں کہ وہ ہم پر حکومت کریں، حقیقت میں ان لوگوں کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جہاد کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيتَهُمْ)) [مسند أحمد ، ١١٤/٤ ح: ١٧٠٢٧]

”کہ تو کافروں سے لڑائی کرے، جب تیری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے۔“

جہاد ایک عظیم عمل ہے جس میں لڑنے والے، ظلم کرنے والے اور مسلمانوں کے خطوں پر قبضے کرنے والے کافروں کے خلاف لڑائی کی جاتی ہے، جس میں کافر عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، جو نہیں لڑتے ان سے نہ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس جہاد کے ذریعے مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال کا تحفظ کیا جاتا ہے، انھیں آزادیاں نصیب ہوتی ہیں، ان کی تکلیفوں اور دُکھوں کا مداوا ہوتا ہے لیکن ہائے افسوس! ہم جن لوگوں کو اس کتابچے میں بے نقاب کر رہے ہیں ان کی لڑائیوں سے صرف اور صرف مسلمانوں کا شدید نقصان ہوتا ہے، سرحدوں اور محاذوں پر جاری جہاد کو نقصان پہنچتا ہے اور کافر اس موقع سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان نظریات کے حامل مسلمانوں کی بیوقوفانہ اور جہالت پر مبنی حرکتوں کی وجہ سے عالم اسلام کی عالمِ کفر میں جگ ہنسائی اور بدنامی ہوتی ہے اور عام مسلمان کو ہر جگہ شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے قریب آنے والے غیر مسلموں کے قدم رک جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں اگر اسلام ایسا خونخوار مذہب ہے، جس میں بم دھماکوں اور فائرنگ کر کے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا خون بہایا جاتا ہے تو پھر اس کے بجائے ہم کافر ہی بہتر ہیں۔ ہم نے اس کتابچے میں ایسے ہی اسلام کے دشمنوں کو بے نقاب کیا ہے، تاکہ ایک عام آدمی اس خونخوار دشمن کو پہچان لے اور خود کو ان کے شر سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کرے۔ ان کی باتوں میں آکر ان سے دوستیاں نہ کرے، بلکہ جہاں تک ہو سکے ان کے نیٹ ورک کو توڑنے کی کوشش کی جائے، کیونکہ یہ ہم سب کی بقا کا مسئلہ ہے، اسلام اور عالم اسلام کی بقا کا مسئلہ ہے۔ میں اس موقع پر ان دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ ایسی تقاریر، بیانات اور نعروں سے گریز کریں، جن سے جذبات بھڑکتے ہیں اور ایک عام

کارکن یا مسلمان مرنے مارنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے، کیونکہ ہمارے ہر لفظ، گفتگو اور عمل کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اگر ہمارے طرزِ عمل سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو خونِ مسلم بہانے کو گناہ نہیں سمجھتے تو قیامت کے روز اللہ کے ہاں ہمیں بھی خونِ مسلم کا حساب دینا پڑے گا۔ جذباتی علمائے کرام اور سیاستدانوں کے اشارے پر گھیراؤ جلاؤ......دکانوں کو آگ لگا دی گئی، کسی کی بس کو جلا کر راکھ کر دیا گیا، کسی کا ٹھیا برباد کر دیا گیا، کسی کا روزگار چھین لیا گیا، کسی کو ہراساں کر دیا گیا، ہڑتال کی کال دے کر لوگوں کی دیہاڑیوں، مزدوریوں اور نوکریوں پر لات ماردی گئی، کسی کے گھر کا چولہا بجھا دیا گیا، کوئی یتیم ہوگیا، کوئی بیوہ ہوگئی، کوئی معذور ہو گیا، تو ان سب کا وبال دنیاو آخرت میں بھگتنا ہی پڑے گا۔ اس لیے ہر شخص ذمہ داریوں کا احساس کرے کہ ہمیں کہاں جانا تھا، ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اللہ کے لیے غور کیجیے! وہ دن بہت سخت ہوگا، سب سے پہلے خون کا حساب دنیا ہوگا، وہاں پر کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا، رسول اللہ ﷺ بھی مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کی سفارش نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ کو نہ رشوت دی جا سکتی ہے اور نہ ہی چرب زبانی کام آئے گی، میں حکام سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی صرف طاقت کے استعمال پر یقین نہ رکھیں اور لوگوں پر ظلم کرنے سے باز رہیں، کیونکہ ظلم کے ردعمل میں ہی ایسے لوگ جنم لیتے ہیں جو اندھا دھند قتل پر یقین رکھنے لگتے ہیں۔ البتہ جہاں ایسی مسلح قوت اُبھر کر سامنے آئے کہ جو مسلمانوں پر حملے کرنے کو ثواب سمجھتے ہوں تو اسلام کے احکامات کے مطابق انھیں پوری قوت سے کچل دینا چاہیے، کیونکہ جب زخم ناسور بن جاتے ہیں تو پھر انھیں آپریشن کر کے کاٹنا پڑتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں تاریک فتنوں سے محفوظ فرما، ہمیں حق پر استقامت نصیب فرما، ہمارے ہاتھوں اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو برباد فرما اور کافروں کے خلاف لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں شہادت کی موت نصیب فرما۔ آمین!

آپ کا بھائی **ابو عمر** عفی اللہ عنہ
ماسٹر ان اسلامک اسٹڈیز
کراچی یونیورسٹی

تکفیری کون؟

میں بس میں سفر کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور دردناک لہجے میں بھیک مانگنے لگا:
''لوگو! میں بھی تمہاری طرح ایک صحت مند انسان تھا، کماتا تھا اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا تھا، ایک روز بازار سے گزر رہا تھا کہ قریب میں ایک دھماکہ ہوا جس میں کچھ لوگ موقع پر ہی دم توڑ گئے جبکہ میں بھی زخمی حالت میں بے ہوش ہوگیا، بعدازاں ہسپتال میں ہوش آیا تو ٹانگ غائب تھی ، ایک بازو بھی ساتھ نہیں تھا ، آنکھیں بھی زخمی تھیں، علاج کے لیےاپنے گھر کے برتن تک بیچ دیے، ایک گاڑی کا ڈرائیور تھا ، اب نہ گاڑی چلا سکتا ہوں اور نہ گھر چلا سکتا ہوں، گھر میں بچے بھوک سے نڈھال ہیں سکول کی تعلیم بھی چھوٹ گئی ہے۔ اب میں معذور کیا کام کر سکتا تھا؟ سو اب بسوں میں کھڑے ہوکر بھیک مانگتا ہوں اور اپنے پیٹ کی دوزخ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ بھائیو! بم دھماکہ کس نے کیا؟ کس کو مارنے کے لیے کیا؟ لیکن میں راہ گزر معذور ہوکر اپنے آپ پر بوجھ بن گیا ہوں۔ بھائیو! میرے اور میرے بچوں کے لیے کچھ دے دو......۔''

یہ واقعہ مجھے میرے ایک دوست نے سنایا، یہ ایک نہیں، بلکہ اب تو پورے ملک میں ایسے ہزاروں واقعات ہو رہے ہیں، بم دھماکوں، خودکش حملوں اور اندھا دھند فائرنگ میں مرنے والے لوگوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی ہے، ہزاروں بچے یتیم ہوگئے، ہزاروں عورتوں کے سہاگ اجڑ گئے، ہزاروں معذور، اپاہج ،لنگڑے، لولے، اندھے زندگی اور موت کی کشمکش میں پڑے تڑپ رہے ہیں یا پھر ٹھنڈے ہو چکے ہیں۔کل تک وہ دوسروں کا بوجھ اُٹھاتے تھے اور آج وہ خود بوجھ بن چکے ہیں ، انھیں کس جرم کی سزا دی گئی ؟مشرکینِ مکہ بچیوں کی پیدائش پر انھیں زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا کہ ''انھیں کس جرم میں قتل کیا گیا؟'' (تکویر:۹)

آج بھی یہ سوال بہت اہم ہے کہ یہ کیوں مارے جا رہے ہیں؟ان کا جُرم کیا ہے؟ مرنے

والے کس بات کے مجرم ہیں؟ ہاں! ان کا جرم صرف ایک ہے کہ یہ مسلمان ہیں، کلمہ پڑھنے والے ہیں، ان کے نام مسلمانوں والے ہیں اور مسلمانوں کے ملک پاکستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض نمازی ہیں اور مسجد میں سجدوں، خطباتِ جمعہ کے دوران بم دھماکوں، خودکش حملوں اور فائرنگ کے نتیجے میں شہید کر دیے گئے ہیں، ان میں چھوٹے معصوم بچے بھی ہیں جو کھیلتے ہوئے زندگی کی بازی ہار گئے، عورتیں بھی ہیں جو راہ چلتے قتل ہو گئیں۔ انھیں مارنے والے یہود و نصاریٰ نہیں، ہندو نہیں، امریکی نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو خود کو مسلمان کہلاتے ہیں، لیکن کسی دوسرے کو مسلمان تسلیم کرنے کو تیار نہیں، جو ہر کسی پر کسی غلطی، کوتاہی، سُستی، غفلت، جہالت یا بشری عوارض کی بنیاد پر ان کے کسی چھوٹے بڑے گناہ کو دیکھ کر ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، انھیں دائرۂ اسلام سے خارج کرتے ہیں اور پھر انھیں ''واجب القتل'' قرار دے کر مارنا اجر و ثواب اور اسلام کی خدمت قرار دیتے ہیں۔ کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے لیے وہ قرآنی آیات کی غلط تاویل کرتے ہیں، کافروں سے متعلق نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، انھیں اسلام سے خارج کرتے ہیں اور پھر ان کے قتل کے لیے تلوار اٹھا لیتے ہیں، ایسے لوگوں کو شریعت کی زبان میں ''تکفیری'' یا ''خارجی'' کہتے ہیں۔

یہ ایک فتنہ اور آزمائش ہے جس کی پیش گوئی رسول اللہ ﷺ نے فرما دی تھی۔ آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''اے محمد! (ﷺ) آپ نے مال تقسیم کرنے میں عدل نہیں کیا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے عدل نہیں کیا تو پھر کون کرے گا؟'' فرمایا: اس شخص کی نسل سے وہ لوگ پیدا ہوں گے کہ اے صحابہ! تم اپنی نمازوں، روزوں اور تلاوتوں کو ان کے مقابلے میں ہلکا سمجھو گے، یہ لوگ اہل کفر کو چھوڑ دیں گے اور مسلمانوں کو قتل کریں گے۔'' [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿وإلى عادٍ أخاهم هودا﴾ : ٣٣٤٤۔ مسلم : ١٠٦٣]

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیے کہ الزام لگانے والا مسلمان ہے اور مسلمان بھی ایسا کہ

بظاہر تقویٰ، نماز و روزہ میں دیگر مسلمانوں سے بہت آگے ہے، حتیٰ کہ خود کو اتنا متقی اور نیک و پارسا سمجھ رہا ہے کہ محمد ﷺ کو ظالم کہہ رہا ہے۔ (نعوذ باللہ) نا انصافی کا نہایت ہی گھٹیا اور حقیرا لزام سرعام لگا رہا ہے، یعنی جس نے رسول اللہ ﷺ کو بے انصاف سمجھا (نعوذ باللہ من ذالک) وہ عام مسلمانوں کو کیا سمجھے گا اور ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ حدیث کے مطابق اس کی نسل سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمان کو کافر قرار دے کر قتل کریں گے، جبکہ اصل کافر جنھوں نے کلمہ نہیں پڑھا، یعنی یہود و نصاریٰ، ہندو اور سکھ وغیرہ کہ جن کے خلاف جہاد کیا جا سکتا ہے یا کرنا چاہیے، نہیں کریں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جو دامادِ رسول اور کئی بار جنھیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوش خبری دی، ان کے خلاف ایسا شدید پروپیگنڈا کیا گیا، ان پر ایسے سطحی الزامات لگائے گئے جن کو سن کر کچھ مسلمان جذبات کا شکار ہو گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد یہ فتنہ اتنی شدت سے پھیلا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ تکفیریوں اور خارجیوں کے خلاف لڑائیاں لڑیں، حتیٰ کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی کافر قرار دے دیا اور آپ کو شہید کرنے والے تکفیری عبدالرحمٰن بن ملجم نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر اللہ کی قسم کھائی اور آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ بعد میں جب اسے گرفتار کر کے سزا دے کر مارا جا رہا تھا تو اس کی زبان پر قرآن کی تلاوت جاری تھی، اس کی پیش گوئی بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمادی تھی کہ یہ قرآن بہت پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا۔[بخاري : ٣٣٤٤۔ مسلم:١٠٦٣]

یعنی تکفیری زبان سے قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن پڑھنے سے ان کے دل و دماغ میں للّٰہیت پیدا نہیں ہوگی، اللہ کا خوف نہیں ہوگا، تبھی تو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کریں گے۔ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کیا، سید نا عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو شہید کیا اور ستم یہ ہے کہ اسے نیکی قرار دے رہے ہیں، جب ان تکفیریوں کی تلواروں سے عہدِ اول کے اعلیٰ ترین مسلمان بھی محفوظ نہیں رہے تو آج کے گناہ گار، عمل میں کمزور، عقیدے اور عمل میں

ناقص مسلمان ان کی تلواروں، گولیوں اور دھماکوں سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ساری مخلوق میں سب سے بدترین قوم ہیں۔''

[مسلم، کتاب الزکاۃ ، باب الخوارج شرالخلق و الخلیقۃ : ١٠٦٧]

رسول اللہ ﷺ نے انھیں '' سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ ''یعنی کم عقل قرار دیا۔[مسلم:١٠٦٦]

- مشہور ہے کہ کتے کی دُم کو سالوں بھی سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہتی ہے،یعنی تکفیری اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹتے، حتیٰ کہ قرآن و حدیث کے دلائل بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کبھی واپس نہیں پلٹیں گے، یعنی انھیں کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔
- کتا شکاری کے کہنے پر شکار کے پیچھے بھاگتا ہے اور اپنے شکاری کے لیے جانوروں کا شکار کرتا ہے، اسی طرح یہ کافروں کے مقاصد پورے کرتے ہیں، یہود و نصاریٰ کے مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور مسلمان آبادیوں عام شہریوں، فوج، حکومت، بچوں اور عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں اور امتِ مسلمہ کو کمزور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔
- کتے کا لالچ مشہور ہے، اسی طرح یہ بھی حکومتوں کے لالچی ہیں۔
- بُری موت کو کتے کی موت کہا جاتا ہے، اسی طرح تکفیری بھی یہود و نصاریٰ کے خلاف جہاد میں شہادت جیسی عظیم نعمت کو حاصل کرنے کے بجائے مسلمانوں سے لڑائیاں لڑتے ہیں اور بالآخر کتے کی موت مارے جاتے ہیں۔

یاد رکھیے! جب بھی مسلمان ملکوں میں امن قائم ہونے لگتا ہے اور کافروں کے خلاف جہاد عروج پر ہوتا ہے تو عین اسی وقت شریعت کے نفاذ کا نعرہ لگانے والے اور اسلامی حکومت کا شور مچانے والے آگے بڑھتے ہیں، پہلے مسلمان حکمرانوں کو ان کے بعض غیر شرعی کاموں یا گناہوں کی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں، پھر ان کے تختے الٹنے کا اعلان کرتے ہیں، ان پر حملے شروع کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ ہر عام و خاص مسلمان کو اس کی زد میں لا کر قتلِ عام شروع کر دیتے ہیں، جبکہ ملک میں نہ شریعت قائم ہوتی ہے اور نہ ہی جہاد قوت پکڑتا ہے۔

پاکستان ''کافرستان'' بن گیا؟

یہ وہ پروپیگنڈا ہے جو ''تکفیری'' مسلم ممالک کے خلاف کرتے نظر آتے ہیں، موجودہ حالات میں وہ کہتے ہیں کے 9/11 کے بعد پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا، مسلمانوں پر ڈرون حملے پاکستان کی مرضی سے ہورہے ہیں اور پاکستان کی امریکہ سے دوستی ہے، اس وجہ سے پاکستان بھی کافر ہوگیا اور اب اس کی فوج، پولیس، سرکاری محکمے، حکمران، سیاستدان اور اب چلتے چلتے دینی جماعتیں بھی کافر ہوگئی ہیں، حتیٰ کہ ان کی نظر میں ان ممالک کے تمام علماء بھی کافر ہوگئے ہیں اور اب وہ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا ہر فرد کافر ہوگیا ہے، لہٰذا ان پر حملے کرو اور ان کا خون بہاؤ، مال لوٹو، اغوا کرو، تاوان حاصل کرو، بینکوں میں ڈاکے ڈالو...... یہ سب حلال ہے بلکہ ثواب کا کام ہے،ان کے بے تکے اور جہالت پر مبنی دلائل کا ہم آگے چل کر جائزہ لیتے ہیں لیکن پہلے کچھ عام سے سوالات ذکر کیے جاتے ہیں۔

پاکستان جس میں لاکھوں مساجد اور ہزاروں مدارس میں لاکھوں بچے قرآن وسنت پڑھنے والے، مساجد میں لاکھوں باقاعدہ نمازی، رمضان میں نوے فیصد (90%) سے زائد مسلمان روزہ رکھنے والے، ہر سال عمرہ و حج پر جانے والے دس لاکھ سے زائد مسلمان، صدقہ وخیرات کرنے والے، عید قربان پر لاکھوں جانور اللہ کی راہ میں قربان کرنے والے، داڑھی والے مرد اور برقع والی لاکھوں عورتیں موجود ہیں، کیا یہ ''کفرستان'' ہے؟ وہ پاکستان جس کے ایٹم بم کو اسلامی بم کہا گیا ہے اور جس کی خوشی پر تمام عالمِ اسلام نے جشن منایا تھا۔ وہ پاکستان جس نے روس کے خلاف عظیم جہاد کیا، جس کے لیے عالمِ اسلام کے تمام علمائے کرام نے فتوے صادر فرمائے، پھر یہ روس ٹوٹ گیا اور افغانستان اور دیگر پندرہ مسلم ریاستیں آزاد ہوئیں، اس عالمی جہاد کا بیس کیمپ پاکستان تھا...... وہ پاکستان جس نے بے تحاشا دباؤ اور بظاہر امریکہ کا اتحادی بننے کے باوجود افغانستان میں نیٹو اور امریکہ کی فوجوں کو بدترین شکست سے دوچار کیا اور کروایا۔

وہ پاکستان جس نے بوسنیا سے لے کر فلسطین اور کشمیر سے لے کر فلپائن تک کے مظلوم مسلمانوں کی ہمیشہ اخلاقی، مالی، سفارتی اور عملی مدد کی...... وہ پاکستان جس نے آج تک یہودیوں کے نام نہاد ملک اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کیا...... وہ پاکستان جہاں دینی جماعتوں کو

دینی مدارس کے قائم کرنے کی آزادی ہے...... وہ پاکستان جہاں دینِ اسلام پر عمل کرنے اور اس کی دعوت وتبلیغ کرنے کی آزادی دنیا میں ہر مسلم یا غیر مسلم ملک سے زیادہ ہے۔

وہ پاکستان جس کے حکمرانوں نے نبی ﷺ کی ختمِ نبوت پر یقین رکھتے ہوئے قادیانیوں کو سرکاری سطح پر کافر قرار دیا ...... وہ پاکستان جس نے نبی ﷺ کے خاکے اور فلمیں بنانے پر احتجاجاً سوشل میڈیا کی یوٹیوب سروس کو معطل کردیا، اور یورپ سے باقاعدہ سرکاری احتجاج کیا...... اب وہ پاکستان اچانک ''کفرستان'' بن گیا؟

اس بات کو ذرا پہلے واضح ہونے دیں کہ پاکستان میں نیک و بد ہر طرح کے حکمران آتے جاتے رہتے ہیں،ان میں گناہ گار، فاسق و فاجر، بے نمازی حتیٰ کہ ایسے بھی آئے جنھیں ''سورۃ الاخلاص'' بھی صحیح طور پر پڑھنی نہیں آتی تو کیا ان ٹوٹے پھوٹے مسلمان حکمرانوں کو ان کے چھوٹے یا بڑے بڑے گناہوں کی وجہ سے کافر قرار دیا جاسکتا ہے اور پھر کافر قرار دے کر انھیں قتل کیا جاسکتا ہے؟ آیئے ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۱: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! جس پر بھی کوئی امیر مقرر ہو اور وہ اس امیر میں اللہ کی معصیت پر مبنی کوئی کام دیکھے تو وہ امیر کے گناہ کو تو ناپسند کرے، لیکن اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔'' [مسلم، کتاب الإمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم: ۱۸۵۵]

حدیث نمبر۲: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اپنے امیر میں کوئی برائی نظر آئے تو وہ اس پر صبر کرے، کیونکہ کوئی بھی شخص حکمران کی اطاعت سے ایک بالشت برابر بھی نکل جاتا ہے اور اسی عدم اطاعت پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔'' [مسلم: ۱۸۴۹]

حدیث نمبر۳: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی شخص میری امت پر خروج کرے اور اس کے نیک و بدکاروں کو مارے اور امت کے مومن کو بھی اذیت دینے سے نہ بچے (جیسا کہ خودکش حملوں میں معصوم اور دیندار شہریوں کی بھی

ہلاکت ہو جاتی ہے)اور نہ ہی کسی ذمی کے عہد کا لحاظ کرے تو ایسے شخص کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔'' [مسلم : ١٨٤٨]

حدیث نمبر۴: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' [بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح...... : ٧٠٧١]

حدیث نمبر۵: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفریہ فعل ہے۔'' [بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهٰى من السباب واللعن : ٦٠٤٤]

حدیث نمبر۶: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ (یعنی ہتھیاروں سے لیس) آمنے سامنے ہوں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔''

[مسلم، كتاب الفتن،باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما : ٢٨٨٨]

حدیث نمبر۷: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے بعد کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔'' [بخاري، كتاب العلم، باب الإنصات للعلماء : ١٢١]

حدیث نمبر۸: عدیسہ بنت اہبان فرماتی ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ میرے والد صاحب کے پاس آئے اور انھیں اپنے ساتھ (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ میں) نکلنے کی دعوت دی۔ تو میرے والد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''بے شک میرے دوست اور آپ کے چچا زاد (یعنی محمد ﷺ) نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ جب مسلمانوں میں باہمی اختلاف ہو جائے تو تم لکڑی کی ایک تلوار بنا لینا۔ پس میں نے لکڑی کی ایک تلوار بنا لی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس تلوار کے ساتھ آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔'' عدیسہ بنت اہبان فرماتی ہیں: ''اس بات پر علی رضی اللہ عنہ نے میرے والد کو (ان کی حالت پر) چھوڑ دیا۔'' [ترمذي، كتاب الفتن، باب ما جاء في اتخاذ سيف...... : ٢٢٠٣]

حدیث نمبر۹: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس دین اسلام کی تائید و

نصرت (کبھی) فاسق وفاجر آدمی کے ذریعے سے (بھی) کرتا ہے۔" [بخاري : ٣٠٦٢]

حدیث نمبر ۱۰: حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں اس ڈر سے شر کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا کہ وہ مجھے پا نہ لے۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا: "ہم زمانۂ جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے، پس آپ ہمارے پاس خیر لے کر آئے، کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! لیکن اس میں ملاوٹ ہوگی۔" میں نے سوال کیا کہ اس ملاوٹ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک ایسی قوم ہوگی جو میری رہنمائی کے مطابق ہدایت حاصل نہیں کرے گی، تم ان کے بعض اعمال کو ناپسند کرو گے اور بعض کو پسند۔" میں نے کہا: "کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایسے داعی ہوں گے جو جہنم کے دروازوں کی طرف بلا رہے ہوں گے، جس نے بھی دعوت پر لبیک کہا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! صفات بیان کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہمارے جیسے چمڑے رکھتے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں ہی گفتگو کریں گے (یعنی ہماری قوم میں سے ہی ہوں گے)۔" میں نے کہا: "اگر مجھے یہ فتنہ پالے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑ لینا، میں نے کہا: "اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ ہوتو؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا، اگرچہ تمھیں درخت کی جڑیں چبا کر گزارا کرنا پڑے، یہاں تک کے موت تمھیں پالے اور تم اسی حالت پر ہو۔"

[بخاري، كتاب الفتن، بابٌ : كيف الأمر إذا لم تكن جماعة : ٧٠٨٤]

حدیث نمبر ۱۱: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہداء کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) ہیں اور وہ شخص بھی شہداء کا سردار ہے جس نے ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہا (نہ کہ مسلح لڑائی کی) اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا اور اس وجہ سے حکمران نے اس کو قتل کردیا۔" [مستدرك حاكم : ١٩٥/٣]

حدیث نمبر۱۲: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے (نہ کہ مسلح لڑائی کرنا ہے)۔''[أبو داؤد، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي : ٤٣٤٤]

حدیث نمبر۱۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' ایک مسلمان کے ذمے اپنے حکمرانوں کی بات سننا اور اطاعت کرنا ہے، چاہے وہ پسند کرے یا نہ کرے، سوائے اس کے کہ اسے (حکمران کی طرف سے) کسی گناہ کا حکم دیا جائے۔ پس اگر اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو اس گناہ کے ارتکاب میں حکمران کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔''

[مسلم ، كتاب إلا مارة ، باب وجوب طاعة الأمراء...... : ١٨٣٩]

حدیث نمبر۱۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' میرے بعد کچھ حکمران ایسے ہوں گے جو میری راہنمائی کے مطابق ہدایت نہیں حاصل کریں گے اور میری سنت کو اپنا طریقہ نہیں بنائیں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ ان کے دل شیطانوں کے اور اجسام انسانوں کے ہوں گے۔'' حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں ان حکمرانوں کو پا لوں تو کیا کروں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ان کی بات سن اور اطاعت کر، اگرچہ تیری پیٹھ پر (ان کی طرف سے) کوڑے برسائے جائیں اور تیرا مال چھین لیا جائے تو پھر بھی ان کی بات مانو اور اطاعت کرتے رہو۔''

[مسلم، كتاب الإمارة ، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين...... : ١٨٤٧]

حدیث نمبر۱۵: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا:'' اے اللہ کے نبی! اگر ہمارے اوپر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہم سے تو اپنے حقوق کا سوال کریں، لیکن ہمیں ہمارے حقوق نہ دیں، تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اعراض کیا۔ اس نے پھر تیسری مرتبہ سوال کیا، سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے سے کھینچا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' تم سنو اور اطاعت کرو، بے

شک ان حکمرانوں پر اس کو ادا کرنا لازم ہے جس کے وہ ذمہ دار بنائے گئے ہوں (یعنی عوام کے حقوق پورے کرنا ان کی ذمہ داری ہے) اور تم پر اس کو پورا کرنا لازم ہے جس کے تم ذمہ دار بنائے گئے ہو(یعنی حکمرانوں کے حقوق پورے کرنا تمہاری ذمہ داری ہے)۔'' [مسلم: ١٨٤٦]

خروج کیا ہے؟

''خروج'' کا مطلب ہے کسی مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کرنا اور اس کا تختہ الٹ کر تلوار کے زور پر حکومت حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ چونکہ اس عمل میں مسلمانوں کے درمیان قتل و غارت اور فتنہ و فساد بپا ہوتا ہے، لہٰذا علماء نے اس کی کئی ایک شرائط بیان کی ہیں۔ مثلاً،خروج کرتے ہوئے مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر تباہی اور ان کا قتل عام نہ ہو، کیوں کہ ہوسکتا ہے حکمرانوں کے گناہوں کے اتنے مہلک اثرات نہ ہوں جتنے خروج کرنے والوں کی وجہ سے مہلک اثرات مرتب ہو جائیں اور بجائے خیر کے شر اور امن کے فساد بپا ہوجائے، جیسا کہ اس وقت پاکستان میں بم دھاکوں اور خودکش حملوں سے بے پناہ تباہی پھیل رہی ہے۔ اسی طرح خروج کا فیصلہ ایک جماعت کرے گی، نہ کہ کوئی ایک عالم یا دو علماء یا نوخیز وجذباتی نوجوان مفتی اور یہ کہ وہ مسئلہ علماء میں متفقہ ہے بھی یا نہیں۔ اسی طرح شبہات کی صورت میں بھی خروج نہیں ہوگا، یعنی حکمرانوں کے گناہوں پر اگر یقینی کیفیت نہ ہو تو بھی خروج نہیں ہوگا، اگر حکمران اپنے افعال کی آسان تاویل کریں، اس کی کوئی مصلحت بیان کریں تو بھی خروج نہیں ہوگا۔

خروج کرنے کی طاقت اور اختیار ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ جب کوئی ایک عالم دین، مذہبی لیڈر یا ایک جماعت کرے گی تو سوائے فتنہ وفساد کے کچھ برآمد نہیں ہوگا اور یہ خروج جائز بھی نہیں ہوگا، کیوں کہ اس مسئلے کا تعلق مسلمانوں کی اجتماعیت سے ہے، کسی ایک عالمِ دین یا مذہبی لیڈر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کسی اجتہاد کی بنیاد پر ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کرے، پورے خطے کے مسلمانوں کو باہمی قتل و غارت کا شکار کردے اور اسلام و مسلمانوں کا نقصان کرے۔ بالفرض اگر کوئی عالمِ دین یا گروہ ایسا کرے تو اسے حکومت کی مخالفت کے ساتھ ساتھ دیگر مذہبی جماعتوں، تحریکوں اور مخالف مکاتب فکر کے پیروکاروں کی مخالفت کا بھی سامنا

کرنا پڑے گا۔ مثلاً، اگر دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والا کوئی گروہ اس خروج کو واجب سمجھتا ہے اور بریلوی اور اہل حدیث علماء اس خروج کے خلاف ہیں تو یہ دیوبندی گروہ بریلوی یا اہل حدیث عوام پر بھی اپنی اور حکومت کی باہمی جنگ کو مسلط کرنے کا باعث بنے گا۔ لہٰذا اس صورت میں اس گروہ کو پاکستان کے مذہبی حلقے میں ہی شدید ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کا بھی امکان ہے کہ دیوبندی گروہ کو حکومت وقت سے جنگ لڑنے سے پہلے اپنے ہی مذہبی بھائیوں سے ایک جنگ لڑنی پڑے اور یہ ملک مذہبی فرقہ واریت اور خانہ جنگی کا شکار ہو جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور اسی طرح نجاشی کا معاملہ ہے کہ اگرچہ وہ عیسائیوں کا بادشاہ تھا، مگر اسلام میں داخل ہونے کے معاملے میں اس کی قوم نے اس کی بات نہیں مانی بلکہ ان میں سے چند لوگ ہی اس کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے، اسی لیے جب وہ فوت ہوا تو وہاں اس پر کوئی جنازہ پڑھنے والا نہیں تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی موت کی خبر دی اور انھیں لے کر جناز گاہ پہنچے، اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور انھیں بتایا کہ اہل حبشہ میں سے تمہارا ایک صالح بھائی فوت ہو گیا ہے۔ حالانکہ نجاشی اپنی کچھ مجبوریوں کی وجہ سے زیادہ تر شرائع اسلام اور احکام پر عمل نہیں کر سکا تھا، نہ تو اس نے ہجرت کی اور نہ ہی اس نے جہاد کیا اور نہ ہی حجِ بیت اللہ کا فریضہ ادا کر سکا، کیونکہ یہ سب اسلامی اعمال اس کی قوم کے سامنے ظاہر ہو جاتے تو وہ اس پر انکار کرتے اور وہ مخالفت مول نہیں لے سکتا تھا اور ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اس کے لیے ان کے درمیان قرآن کے ساتھ فیصلہ دینا بھی ممکن نہ تھا۔“

امام نووی رحمہ اللہ نے اس بات پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ ظالم حکمران کے خلاف خروج حرام ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”اور جہاں تک مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج اور ان سے قتال کا معاملہ ہے تو وہ بالاجماع حرام ہے، اگرچہ وہ حکمران فاسق و فاجر اور ظالم ہی کیوں نہ ہوں۔ اس مسئلے میں وارد شدہ روایات بہت زیادہ ہیں (جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔) اہل سنت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ حکمران فسق و فجور کی وجہ سے امامت سے معزول نہیں ہوتا۔“ (شرح النووی)

”تم پر حکمران کے عقیدے کا دل سے انکار واجب ہے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ

کھینچو اور مسلمانوں کی اجتماعیت کو پارہ پارہ نہ کرو اور اپنا اور مسلمانوں کا خون نہ بہاؤ۔ اپنے فعل سے اس انجام پر غور کرو اور صبر سے کام لو، یہاں تک کہ نیکو کار راحت پائیں اور فاسق و فاجر سے راحت حاصل کی جائے۔''

امام صاحب نے یہ بھی کہا کہ حکمران کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنا درست نہیں ہے اور صحیح روایات کے خلاف ہے۔

بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اس مسئلے میں امام نووی رحمہ اللہ کے اجماع کا دعویٰ درست نہیں ہے، کیوں کہ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں ظالم حکمران کے خلاف کئی ایک خروج ہوئے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نفس زکیہ رحمہ اللہ کے خروج کے حق میں فتویٰ بھی دیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں سلف کا اس مسئلے میں اختلاف تھا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ و تابعین کے زمانے میں یہ اختلاف نمایاں تھا، لیکن متاخرین میں اتفاق حاصل ہو گیا۔ جیسا کہ امام نوی رحمہ اللہ نے تذکرہ کیا ہے، لیکن ہماری رائے یہ ہے کہ متاخرین کے زمانے میں بھی اجماع کا دعویٰ ایک مشکل امر ہے، ہاں! یہ کہا جاسکتا ہے کہ غالب جمہور کے نزدیک ظالم و فاسق حکمران کے خلاف خروج جائز نہیں ہے۔ (الآداب الشرعية لابن المفلح)

ہشام بن حسان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''حجاج بن یوسف نے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار جانوں کو قتل کیا، اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے تھے، کیونکہ حکمرانوں کے خلاف خروج بے گناہ مسلمانوں کا خون بہانے کی راہ دکھاتا ہے۔'' [ترمذي: ٢٢٠٦، ٢٢٢٠]

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو شخص کسی خارجی کے اجتہاد کو دیکھے کہ وہ عادل یا ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کرتا ہے، ایک گروہ بناتا ہے، تلوار سونتتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف قتال کو حلال جانتا ہے تو اسے ہرگز اس کی قرأتِ قرآن، لمبی نماز، دائمی روزے اور خوبصورت گفتگو سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے، جبکہ اس کا مذہب خوارج والا ہو۔'' [الشريعة : ٣٤٥/١]

امام بخاری رحمہ اللہ حکمرانوں کے خلاف خروج کو ترک کرنے کا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ میں کم وبیش ایک ہزار اہلِ علم سے ملا ہوں۔ حجاز، کوفہ، بصرہ، بغداد، شام اور مصر کئی بار گیا، وہاں کے اہلِ علم سے کئی ملاقاتیں ہوئیں، پھر دوبارہ کچھ عرصے کے بعد ان سے ملا، اہلِ شام، مصر اور الجزائر میں جو ملاقاتیں کیں، میں ان کو شمار نہیں کرسکتا میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا جو ان باتوں میں اختلاف کرتا ہو(یعنی ان حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز سمجھتا ہو)۔

خارجی ہمیشہ مسلم حکمرانوں کو طاغوت کہتے ہیں

طاغوت کون ہے؟ زجاج کہتے ہیں: ''اللہ کے سوا جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو، جبت اور طاغوت ہے۔'' (تاج العروس : ۷۸/۴۹۶) ''ابو علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الطاغوت'' ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔'' (المخصص لا بن سیدة) اور قرآن میں ہے۔''اور جنھوں نے طاغوت سے اجتناب کیا کہ اس کی عبادت کریں۔''

[الزمر:۱۷]

ابن سعد رحمہ اللہ اور دولابی رحمہ اللہ نے صحیح اسناد کے ساتھ بیان ہے کہ سلیمان بن علی الربعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس وقت اشعث کا فتنہ بپا ہوا، اور اس نے مسلم حکمران حجاج بن یوسف سے جنگ کی تو عقبہ بن عبدالغافر، ابوالجوزاء اور عبداللہ بن غالب اپنے ہم خیال لوگوں کی جماعت کے ساتھ حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا اے ابو سعید! آپ اس طاغوت (مسلم حکمران حجاج بن یوسف) کے ساتھ جنگ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جس نے خون بہایا، مال لوٹا اور نماز چھوڑی وغیرہ۔ انھوں نے حجاج کے کارنامے ذکر کیے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میری رائے یہ ہے کہ تم اس سے جنگ نہ کرو، کیوں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ہے تو تم اپنی تلواروں سے اللہ تعالیٰ کی سزا کو واپس نہیں کر سکتے اور اگر آزمائش ہے تو صبر کرو، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔''

[الطبقات الکبریٰ : ۱۶۳/۷، ح: ۸۹۳۶]

کلمہ گو (مسلمان) کی عزت وحرمت

① سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بھائی کو ''یا کافر!'' کہا، پس ان دونوں میں سے ایک شخص ضرور ہی، اس کلمے کے ساتھ لوٹے گا۔ اگر وہ (جس کو کافر کہا گیا) ایسا ہی ہے (یعنی کافر ہے تو ٹھیک) ورنہ یہ کلمہ کہنے والے پر ہی پلٹ آئے گا۔'' [مسلم، کتاب الإيمان ،باب حال إيمان...... : ٦٠]

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان کے ستر (٧٠) سے زائد شعبے ہیں، ان میں سے افضل ترین ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا ہے۔'' [مسلم : ٣٥]

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو پھر بھی ''لا الٰہ الا اللہ'' کا پلڑا بھاری ہوجائے گا اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند کڑے کی شکل اختیار کرلیں تو ''لا الٰہ الا اللہ'' اس کو بھی توڑ دے گا۔''

[مسندأحمد : ٢٢٥/٢، ح : ٧١٠١]

④ فرات بن حیان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ یہ ابوسفیان کے جاسوس تھے اور ایک انصاری کے حلیف تھے، یہ انصار کے حلقے کے پاس سے گزرے اور کہا بے شک میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنھیں ہم ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں، ان میں سے فرات بن حیان بھی ہیں۔'' [أبوداؤد ، كتاب الجهاد ، باب في الجاسوس الذمي : ٢٦٥٢]

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندھیری رات کے ٹکڑوں جیسے فتنوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرلو، ان فتنوں میں ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کافر۔ اپنا دین (تھوڑے سے) دنیاوی سامان کے عوض بیچ دے گا۔'' [مسلم ، كتاب الإيمان ، باب الحث على المبادرة...... : ١١٨]

حسن بصری رحمہ اللہ جو کہ پانچ سو سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے،اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آدمی صبح (مسلمان) بھائی کے خون،عزت اور مال کو حرام جانتا ہوگا اور شام کو ان چیزوں کو حلال سمجھے گا اور شام کو اپنے بھائی کے خون،عزت اور مال کو حرام سمجھتا ہوگا اور صبح ان چیزوں کو حلال سمجھتا ہوگا۔ [ترمذي : ٢١٩٨]

⑥ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اگر سارے آسمان اور زمین والے، ایک مومن کے قتل میں اکھٹے ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو آگ میں اوندھا کر کے پھینک دے گا۔''

[ترمذي، كتاب الديات، باب الحكم في الدماء : ١٣٩٨]

⑦ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن شخص کے ناحق قتل کے مقابلے میں دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہلکا ہے۔''

[ابن ماجه : ٢٦١٩]

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن یوسف کے حق میں فرمایا: ''مجھے یہ بات روکتی ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون حرام کر دیا ہے۔'' [بخاري : ٤٥١٣]

⑨ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان آدمی کا قتل جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، حلال نہیں، سوائے تین میں سے ایک کے ساتھ، جان کے بدلے جان، بوڑھا زانی اور دین سے نکلنے والا (یعنی مرتد)۔''

[ترمذي: ١٤٠٢]

⑩ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ'' تو کتنا مقدس ہے، تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے، تو عظیم احترام والا ہے اور مومن تجھ سے بڑھ کر احترام والا ہے۔ اللہ نے تجھے حرم بنا دیا (یعنی تیرے اندر لڑائی جھگڑا، شکار اور گھاس تک کاٹنا حرام کر دیا) اور مومن کا مال، خون اور اس کی عزت کو حرام کر دیا اور یہ کہ اس کے متعلق برا گمان کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔'' (المعجم الكبير: ٩/٢٥٠۔ ابن ماجه : ٣٩٣٢) (ضعیف ہے)

کیا محض جذباتی فیصلے اسلام میں قابل قبول ہیں؟

① سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو سیدھی تلوار کی دار سے اسے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمھیں سعد کی غیرت پر تعجب ہے میں ان سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔'' [بخاري : ٦٨٤٦]

اب اس حدیث سے جذباتی لوگ تو یہی کہتے ہیں کہ جو شخص حالت زنا میں اپنی بیوی کو دیکھے تو اسے قتل کر دے، لیکن اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، کیوں کہ اسلام کی شرط چار گواہ ہیں کہ جو اسے صرف مشکوک حالت میں نہیں بلکہ اسے عین زنا کی حالت میں دیکھیں۔ پھر بھی ان گواہوں کی گواہی ایک شرعی عدالت میں سنی جائے گی اور پھر شادی شدہ زنا کرنے والے کو عدالت کے حکم پر اتھارٹی رکھنے والی حکومت قتل کرے گی۔

② اسی طرح دوسرا اہم واقعہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ہے، اس میں بھی بظاہر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے جذبات بالکل درست نظر آتے ہیں کیونکہ وہ کافر جو کئی مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد جب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی تلوار کی زد میں آتے ہی کلمہ پڑھنے لگا تو وہاں بھی جذبات یہی کہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے جبکہ وہ کلمہ تو بظاہر جان بچانے کے لیے پڑھ رہا ہوگا، لیکن یہاں بھی اسلام کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اس کا محافظ بن جاتا ہے، جذبات ایک طرف رکھنے پڑ جاتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے بری الذمہ ہونے کا اعلان فرما دیتے ہیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کاش! میں اس دن سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔ [بخاري: ٦٨٧٢] معلوم ہوا کہ اسلام جذبات کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کا نام ہے۔ بظاہر ایک آدمی کے جذبات ہو سکتے ہیں کہ پولیس نے تھانے میں بند کر کے ایک آدمی کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ وہ آدمی اب جذبات کا شکار ہو کر ردعمل میں پورے تھانے کو اڑا دے یا اس کے ایس۔ایچ۔او (S.H.O) کو قتل کر دے تو کیا اس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت ہے؟ نہیں! بالکل نہیں!!

③ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پر حملے کی اطلاع کو انتہائی خفیہ رکھا، لیکن صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو خفیہ خط دے کر مکے والوں کو اس کی اطلاع دینا چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تا کہ اس عورت کو مکہ جانے سے پہلے گرفتار کریں، چنانچہ وہ پکڑی گئی، رقعہ برآمد ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس غداری کے متعلق پوچھنے کے لیے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بلایا، انھوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! میرے متعلق جلدی میں فیصلہ نہ کیجیے، پہلے میری بات سن لیجیے! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، میں مرتد نہیں ہوا۔ بات دراصل یہ ہے کہ مکہ میں میرے رشتہ دار نہیں ہیں جبکہ میرے بچے وہاں موجود ہیں، حملے کی صورت میں آپ سب لوگوں کے بیوی بچوں کی حفاظت آپ کے رشتہ دار کریں گے جبکہ میرے بیوی بچوں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے، میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتح دینی ہی ہے، اس کا وعدہ ہے، کیوں نہ میں مکے والوں پر احسان کر کے اپنے بچوں کی حفاظت کروا لوں۔'' یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں چھوڑ دو وہ بدر میں حصہ لے چکے ہیں۔'' [بخاري : ٤٢٧٤] بظاہر اس واقعہ میں غداری اور بے وفائی واضح ہے، لیکن جب موقف سنا گیا تو نبی ﷺ نے انھیں کافر قرار نہیں دیا، بلکہ ان کے اسلام کی تصدیق کی، کیونکہ اس میں ان کا کفر شامل نہیں تھا بلکہ اپنے بیوی بچوں کی حفاظت اور دفاع کا لالچ شامل تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر کوئی مسلمان یا حکمران کافروں سے کسی لالچ وغیرہ کی وجہ سے اسلام کا کوئی نقصان کرتا ہے اور پیسے لے کر معلومات دیتا ہے یا کرسی وغیرہ کی خاطر کافروں کو راز دیتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا، البتہ گناہِ کبیرہ کا شکار ضرور ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ دل سے راضی ہو کر ایسا کرے گا تو کفر کا مرتکب ہو گا، مگر کسی کے دل کو چیر کر کون دیکھے گا؟ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا سوائے اقرار و اعتراف کے اس کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے۔

④ ایک صحابیٔ رسول عبداللہ رضی اللہ عنہ اکثر شراب نوشی کرتے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کئی دفعہ حد جاری فرمائی، یہاں تک کہ ایک بار تنگ آ کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان پر لعن طعن کی کہ اتنی بار حد نافذ ہونے کے بعد بھی اس عادت کو نہیں چھوڑتے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعن طعن کرنے سے منع فرمایا اور کہا: ''میں جانتا ہوں کہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔'' [صحيح بخاري : ٦٧٨٠]

پس ثابت ہوا کہ کسی برائی یا کبیرہ گناہ پر ہمیشگی اسے کفرِ اکبر نہیں بناتی اور نہ ہی اس بنا پر اسے واجب القتل قرار دیا جا سکتا ہے۔

⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے جنگ کے لیے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ کیا، جب ان لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو شدید جنگ ہوئی، آخر وہ مسلمانوں سے مغلوب ہو گئے۔ ایک آدمی نے ایک مشرک پر نیزے سے حملہ کیا، جب وہ اس کے سر پر پہنچ گیا تو اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں مسلمان ہوں۔'' لیکن اس صحابی نے اس آدمی کے کلمے کا یقین نہیں کیا اور اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! میں تباہ ہو گیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کہا کہ تو نے کیا کیا؟ اس نے جو کیا تھا بتا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تو نے اس کا پیٹ کیوں نہ چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کا پیٹ چیرتا تو کیا مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تو نے نہ تو اس کی زبان کے الفاظ کو قبول کیا اور نہ تو اس کے دل کی کیفیت سے واقف ہوا۔''

راوی بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے (اس کا عذر قبول نہیں کیا)۔ کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا، ہم نے اسے دفن کر دیا، صبح ہوئی تو وہ زمین کی سطح پر تھا۔ لوگوں نے کہا شاید کسی دشمن نے اسے قبر سے نکالا ہے، ہم نے پھر اسے دفن کر دیا اور اپنے لڑکوں کو پہرے پر لگا

دیا، اس کے باوجود اس کی لاش صبح کو قبر سے باہر پڑی ہوئی تھی۔ ہم نے کہا شاید لڑکوں کو اونگھ آگئی اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر کسی نے میت نکال لی۔ ہم نے اسے پھر دفن کیا اور خود پہرہ دیا، اس کے باوجود صبح کو لاش قبر سے باہر تھی، چنانچہ ہم نے اسے کسی گھاٹی میں پھینک دیا۔[ابن ماجه : ٣٩٣٠]

⑥ مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، انھوں نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''اگر کسی موقع پر کسی کافر سے میری ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے میں لگ جائیں اور وہ میرے ہاتھ پر تلوار مار کر کاٹ ڈالے، پھر وہ مجھ سے بھاگ جائے اور ایک درخت کی پناہ میں جا کر کہنے لگے میں اللہ پر ایمان لے آیا تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اقرار کے بعد پھر بھی اس کو قتل کردوں؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔'' انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے اور یہ اقرار میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے پھر بھی یہی فرمایا: ''اسے قتل نہ کرو، کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا، اب وہ اس کا مقام ہوگا اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔'' [بخاري : ٤٠١٩، مسلم : ٩٥]

⑦ ایک انصاری صحابی بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کی، وہ آپ ﷺ سے ایک منافق کے قتل کی اجازت مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اونچی آواز میں فرمایا: ''کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟'' انصاری نے کہا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ! لیکن اس کی گواہی کا اعتبار نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟'' اس انصاری نے کہا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ! اور اس کی کوئی گواہی نہیں (گواہی کا اعتبار نہیں ہے)۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟'' اس نے کہا: ''یا رسول اللہ! اس کی کوئی نماز نہیں۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے ان لوگوں (کو قتل کرنے) سے منع فرمایا ہے۔''

[مسند أحمد ، ٥/٤٣٣، ح: ٢٣٦٧٠]

⑧ رسول اللہ ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی تکالیف پر صبر کیا اور ان کے ساتھ جنگ نہیں کی، جس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہایت گھٹیا تہمت لگائی اور غزوۂ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کیا اور الگ ہو گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ''ہم ایک غزوہ میں تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر لات مار دی، انصاری نے آواز لگائی: ((یَالَلْأَنْصَارِ!)) ''اے انصاریو! میری مدد کرو!'' اور مہاجر نے کہا: ((یَالَلْمُهَاجِرِيْنَ!)) ''اے مہاجرو! میری مدد کے لیے آؤ!'' رسول اللہ ﷺ نے یہ پکار (آواز) سن لی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جاہلیت کی دعوت کیوں دی جا رہی ہے؟'' انھوں نے کہا: ''یارسول اللہ! مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو پیچھے سے لات ماری ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پکار (عصبیت کی آواز) کو چھوڑ دو یہ بدبو دار (آواز) ہے۔'' عبداللہ بن ابی نے یہ بات سن لی اور کہا: ''کیا انھوں نے یہ حرکت کی ہے؟ خبردار اللہ کی قسم! جب ہم مدینہ واپس لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والا ذلیلوں کو وہاں سے ضرور نکال باہر کرے گا۔'' یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا: ''یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے میں اس منافق کی گردن مارتا ہوں (اسے قتل کرتا ہوں)۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو، لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔'' [بخاري : ٤٩٠٥]

⑨ رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: ''یقیناً میرے بعد تم (اپنے اوپر دوسروں کی) ترجیح دیکھو گے۔ پس تم صبر کرنا، حتیٰ کہ تم حوض (کوثر) پر مجھ سے ملو۔'' [ترمذي : ٢١٨٩]

نبی کریم ﷺ نے انصار کو صبر کا حکم فرمایا اور انھیں منافقین کے ساتھ جنگ کی اجازت نہیں دی۔

⑩ ابو حبیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس گھر میں داخل ہوا جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا

گیا تھا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا وہ (بلوائیوں سے) بات کرنے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگ رہے تھے۔ انھوں نے اجازت دے دی، پس وہ (ابوہریرہ) کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''پس تم میرے بعد فتنہ اور اختلاف...... یا فرمایا...... اختلاف اور فتنہ دیکھو گے۔'' لوگوں میں سے ایک کہنے والے نے آپ سے کہا: ''یا رسول اللہ! ہمارے لیے (اس وقت) کون ہوگا (یعنی ہم کس کے ساتھ ہوں)؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ''امین'' اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ لگے رہنا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو جب لوگوں نے قتل کرنے کے لیے اکٹھ کیا اور انھیں (گھر میں) محصور کر دیا تو انھوں نے ان کے ساتھ نہ خود جنگ کی اور نہ اپنے ساتھیوں کو جنگ کا حکم دیا بلکہ اذیت رسانی پر صبر کیا، یہاں تک کے مظلومانہ شہید کر دیے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خبر دی تھی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''یہ (عثمان بن عفان) اس فتنے میں مظلومانہ شہید کر دیے جائیں گے۔''

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو عباسی خلیفہ نے خلق قرآن کے مسئلے پر اتنے کوڑے مارے کہ اگر کسی ہاتھی پر پڑتے تو وہ مر جاتا امام صاحب رحمہ اللہ کہتے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں، جبکہ حکمران کہتے تھے کہ قرآن مخلوق ہے۔ حکمرانوں کا موقف بالکل غلط تھا، لیکن اس کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جنھوں نے ہزاروں احادیث کا مجموعہ ''مسند احمد'' تالیف کیا، جن کے جنازے میں بغداد کے لاکھوں لوگ نکل آئے، جن کی زندگی میں بغداد کے جنگجو جمع ہو کر آئے کہ امام صاحب حکم دیں کہ ہم ان حکمرانوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں جو آپ پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں، لیکن وہ فرماتے کہ نہیں! میں کسی مسلمان کا خون بہانا پسند نہیں کرتا، جیسا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف مسلمانوں کا خون بہنے کے خدشے سے باغیوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔

یہ تھے ہمارے اسلاف، لیکن آج حکمرانوں، پولیس، افواج، ایجنسیوں، سرکاری اداروں اور سول محکموں کے ظلم کو دلیل بنا کر خودکش حملوں کا جواز پیدا کر کے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکمران ظالم ہیں، گناہ گار ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا حساب دیں گے اور اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والا ہے ، لیکن دنیا میں حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، شریعت قائم کرنے کے نام پر ہزاروں بے گناہ مسلمان عوام کو قتل کرنا، گھروں کو اجاڑنا، مساجد کو بموں سے اڑانا، نمازیوں پر خودکش حملے کرنا اور علمائے کرام کو قتل کرنا...... یہ کون سا جہاد اور کونسا دین ہے؟

تکفیریوں کی جذباتیت کی ایک اور مثال

سعودی عرب میں ایک شخص نے اپنی ماں، بہن، بہنوئی اور باپ کو قتل کر دیا، گرفتاری کے بعد اس سے پوچھا گیا تو اس نے ان کے قتل کی وجہ بیان کی، کہنے لگا کہ سعودی عرب نے امریکا سے دوستی کی، امریکا کافر ہے تو سعودی عرب بھی کافر ہوگیا، اس طرح سعودی عرب کی پولیس اور فوج بھی کافر ہوگئی، میری بہن نے ایک سعودی پولیس اہلکار سے نکاح کر لیا تو میری بہن بھی کافرہ ہوگئی اور یہ نکاح میرے والدین نے کروایا تھا تو وہ بھی کافر ہوگئے، لہٰذا میں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محض جذبات کس طرح گمراہی کا سبب بنتے ہیں اور یہ جہالت پر مبنی گمراہی ،فتوے بازی کا سبب بنتی ہے اور پھر اس فتوے کی مشین سے کوئی نہیں بچ سکتا، حتیٰ کہ علماء و مدارس بھی نہیں ، یہاں تک کہ مدینہ اور مکہ بھی نہیں۔ جی ہاں! تکفیری مکہ و مدینہ کو دارالسلام نہیں، بلکہ دارالحرب (لڑائی کی جگہ) قرار دیتے ہیں۔1978ء میں ہونے والا واقعہ جس میں تکفیریوں نے مکہ میں داخل ہو کر ''بیت اللہ'' پر قبضہ کر لیا، بہت سارے مسلمانوں کو شہید کیا، 20 روز تک حرمِ مکہ کا طواف نہیں ہوسکا اور وہ بند رہا ، بالآخر ان کے خلاف آپریشن کر کے بیت اللہ کو آزاد کروایا گیا۔ جو لوگ بیت اللہ میں خون بہانے سے باز نہیں آتے وہ پاکستان کی مساجد و عوام کا کیا لحاظ رکھیں گے؟ یہی وجہ ہے کہ جہاں چاہتے ہیں اندھا دھند دھماکے کرتے ہیں اور پھر ذمہ داریاں قبول کرتے ہیں۔

تکفیریوں کی پہچان

بعض لوگ سمجھتے ہیں بم دھماکے کرنے والے لوگ دراصل غریب علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا غربت سے تنگ آ کر ہتھیار اٹھاتے یا جاہل ہونے کی وجہ سے لڑائیاں کرتے ہیں یا ان کے علاقوں میں بے روز گاری ہے، انڈسٹری فیکٹری نہیں ہے یا دنیاوی تعلیم کی عدم دستیابی ہے، لہٰذا وہ ردعمل کا شکار ہو کر خودکش حملوں کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، کہ جب ہم نہیں جئیں گے تو پھر دوسروں کو بھی جینے کا حق حاصل نہیں۔ مندرجہ بالا نظریہ بالکل غلط ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو حملہ کرنے والے نوجوان صرف غریب علاقوں کے ہوتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں بڑی تعداد کا تعلق کراچی سے بھی ہے اور اسلام آباد کے پوش علاقوں سے بھی ہے، ان میں بہت سے نوجوان اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہیں۔

''تکفیر'' دراصل ایک نظریہ ہے

جس کی ابتدا عام طور پر حکمرانوں کے ظلم یا کسی غلط عمل کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بیماری آہستہ آہستہ ردِعمل کی جذباتی رو میں بہتی بہتی بالآخر گناہ گار مسلمانوں کو کافر بنانے کی مشین میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر ایک ایسی تلوار میں ڈھل جاتی ہے جو اندھا دھن اپنے پرائے کا فرق رکھے بغیر چلتی رہتی ہے۔ اب اس تلوار کو واپس اپنی حالت میں نہیں بدلا جا سکتا، یہاں تک کہ اس تلوار کو توڑ دیا جائے۔ کبیرہ گناہوں پر عام مسلمانوں یا حکمرانوں کو کافر قرار دے کر بغاوت کی جائے یا قتل کیا جائے، اس موقف کی تائید صحابہ کرام، تابعین یا امت کے فقہاء و محدثین سے نہیں ہوتی، اس کے برعکس انھوں نے اس طرح کے متشدد موقف رکھنے والوں کا رد کیا گیا ہے۔

تکفیریوں کی نشانیاں

① **نیک لوگوں کو قتل کرنا:** یہ امت کے نیک لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں۔ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شہید کیا۔ تاریخ میں ایک مشہور واقعہ ہے کہ انھوں نے دریا کے کنارے ایک شخص کو اس کی لڑکی سمیت گرفتار کیا۔ لڑکی چیخی کہ میرا باپ مصیبت زدہ ہے، اسے قتل نہ کرو میں لڑکی ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کوئی بُرا کام نہیں کیا، نہ اپنے ہمسائے کو تکلیف دی اور نہ ہی کبھی گھر سے نکلی، لیکن تکفیریوں نے دونوں کے قتل کا ارادہ کیا۔ قتل کی تیاری دیکھ کر وہ لڑکی خوف و دہشت سے گر کر مر گئی، لیکن ظالموں نے تلواروں سے دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ آج بھی ان کے قتل عام سے مرد محفوظ ہیں نہ بچے اور نہ عورتیں، حتیٰ کہ شیر خوار بچوں بھی کو تہہ تیغ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ قبل انھوں نے سوات میں ایک لڑکی کو قتل کرنے کی کوشش کی اور پھر اپنی ویب سائٹس پر اس کے قتل کی یہ دلیل دی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خضر علیہ السلام نے ایک بچے کے فتنہ بننے کے اندیشے سے اس کو قتل کر دیا تھا۔ (استغفراللہ) کتنے جاہل اور اُجڈ ہیں یہ لوگ، تو کیا ان پر بھی وحی آ رہی ہے جس بنا پر وہ مسلمانوں کے ہزاروں بچوں، بچیوں کو قتل کر رہے ہیں؟ کیا یہ تکفیری پیغمبر بن گئے ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

② **بظاہر بڑے دیندار اور نیک نظر آتے ہیں:** یہ لوگ ہمیشہ عام لوگوں سے زیادہ نیک نظر آئیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ اے صحابہ! تم اپنی نمازوں روزوں اور تلاوتوں کو ان کے مقابلے میں ہلکا پاؤ گے۔ کچھ عرصہ پہلے انھوں نے پنجاب کے ایک بڑے تاجر کو تاوان حاصل کرنے کے لیے اغوا کر لیا، ان کے ہاں یہ کوئی عجب

بات نہیں ہے، یہ لوگ اکثر اپنے خرچ پورے کرنے، اسلحہ خریدنے اور خودکش جیکٹس بنانے کے لیے بینکوں میں ڈاکے مارنا، چوریاں کرنا اور اغوا کرنا جائز سمجھتے ہیں، بلکہ کہتے ہیں پاکستانیوں کا مال مالِ غنیمت ہے، اسے لوٹا جا سکتا ہے جبکہ انھیں امریکہ نیٹو اور انڈیا کی طرف سے بھی پاکستان کے خلاف ایسا ''جہاد'' کرنے کے لیے بڑی رقمیں ملتی ہیں۔

بہرحال وہ تاجر کہتا ہے کہ میں تین ماہ ان کی قید میں رہا، اس دوران میں ان کی نمازیں دیکھتا، وہ روتے ہوئے نمازیں پڑھتے، بہت زیادہ نفلی روزے رکھتے، قرآن کی تلاوت ہر وقت ان کی زبان پر جاری رہتی، حتیٰ کہ میں بھی ان کی ''دینداری'' سے بہت متاثر ہوگیا، حالانکہ انھوں نے پہلے دن ہی میرے ڈرائیور اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی کو میرے سامنے ذبح کیا اور آخری ہفتے میرے قتل کا فیصلہ بھی کر لیا گیا، وہ مجھے کہتے کہ ہم یہ سب کچھ غلبۂ اسلام کے لیے کر رہے ہیں، ہم پاکستان میں شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں، ہمارے پاس غلبۂ اسلام کے لیے رقم نہیں ہے لہٰذا ہم تاجروں کو اغوا کر کے رقم حاصل کرتے ہیں، وہ کہتا ہے کہ بالآخر میں کچھ کروڑ رقم دے کر ان سے چھوٹا، لیکن کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ ایسے عبادت گزار لوگ غلط کیسے ہو سکتے ہیں؟

جی ہاں! یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے کہ وہ عبادت گزاروں کے روپ میں آ کر اُمتِ مسلمہ کو پھاڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اُمت کے وجود کو پارہ پارہ کرنے کی سعی و کوشش کرتا ہے، اکثر لوگ تکفیریوں کے ظاہری تقویٰ اور عبادتوں کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں اور انھیں صحیح سمجھنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہیں۔ یہ امریکہ و انڈیا سے رقمیں لے کر کشمیر و افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کے لیے تو نہیں لڑتے، البتہ پاکستان کے مسلمانوں سے نجانے کس جرم کا بدلہ چکا رہے ہیں؟ انھیں دنیا میں سب سے بڑے شیطان پاکستان کے لوگ ہی کیوں نظر آتے ہیں؟ سوچنے کی بات ہے کہ پاکستان کو کون لوگ توڑنا چاہتے ہیں؟ پاکستان کے دشمن کون لوگ ہیں؟ خدارا! دینداری سے دھوکا نہ کھائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب تکفیریوں کی فوج پر حملے کے لیے قریب پہنچے تو ان سے تلاوت قرآن کی آوازیں اس طرح آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے

قاتل عبدالرحمان بن ملجم کے جب ہاتھ اور پاؤں بطور سزا کاٹے جا رہے تھے تو وہ قرآن کی تلاوت کیے جارہا تھا، حتیٰ کہ جب اس کی زبان کاٹنے کا ارادہ کیا گیا تو وہ گھبرانے لگا، پوچھنے پر کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا کہ میں دنیا میں ایک لمحہ بھی اللہ کے ذکر کے بغیر رہوں۔ ظالم، مسلمانوں کے عظیم خلیفہ کو شہید کر چکا ہے اور اس قتل کو نیکی سمجھ رہا ہے، اللہ کے ذکر سے اس کا یہی دکھاوا مقصود تھا۔ مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وزیرستان سے واپس آنے اور خودکش حملوں میں مسلمانوں کے قتل کی تیاری کرنے والے نوجوان اپنی نمازوں میں بالکل اسی طرح روتے ہیں جس طرح کشمیر و افغانستان میں عظیم جہاد پر لڑنے والے مجاہدین اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع سے روتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اس دھوکے سے محفوظ رکھے۔

اس حوالے سے ایک حدیث پیشِ خدمت ہے کہ جو اس مسئلے کو خوب اچھی طرح واضح کرتی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سجدے میں تھا اور آپ نے نماز ختم کی اور واپس آئے اور وہ آدمی (ابھی تک) سجدے میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اس (شخص) کو کون قتل کرے گا؟'' ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے اپنی آستینیں چڑھا لیں، تلوار میان سے نکالی اور اسے لہرایا، پھر کہا: ''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں اس سجدے میں پڑے آدمی کو کیسے قتل کروں جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے کون قتل کرے گا؟'' ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے آستینیں چڑھائیں، تلوار نکالی اور اسے لہرایا، یہاں تک کہ اس کا ہاتھ کانپنے لگا، اس نے کہا: ''اے اللہ کے نبی! میں نماز میں مشغول ایک آدمی کو کیسے قتل کر سکتا ہوں جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔''

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو اس کی طرف جائے اور اسے قتل کر دے؟'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں (جاتا

ہوں)۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ! تو اس کو قتل کر سکتا ہے ، اگر تو نے اسے پا لیا۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ گئے لیکن وہ شخص نہ ملا، آپ واپس آئے ۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اس آدمی کو قتل کر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا : ''میں نہیں جانتا وہ آدمی کہاں چلا گیا؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ سب سے پہلا سینگ ہے جو میری امت سے نکلا ہے ۔ اگر تو اسے قتل کر دیتا تو میری امت کے دو آدمی بھی اختلاف نہ کرتے (یعنی میری امت میں کبھی اختلاف پیدا نہ ہوتا)۔'' مزید تحقیق کے لیے دیکھیے سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۵/۴۹۴، ح:۲۴۹۵)۔

آپ غور فرمائیں! کیسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے اور آخری فتنے کی خبر دی اور یقیناً یہی خوارج ہیں جنھوں نے امت محمدیہ میں ''تکفیر'' کو عام کیا اور امت کے اندر لوگوں کو قتل کیا، یہی لوگ اصل مجرم ہیں اور انھی کی وجہ سے شر و شقاوت (بدبختی) پیدا ہوئی ہے۔

③ **خارجی زیادہ تر آپس میں لڑتے ہیں:** تکفیری اپنے فتووں کی مشین سے کسی کو بھی معاف نہیں کرتے ، حتیٰ کہ اکثر اوقات اپنے ساتھیوں کو بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ایک گروہ نہیں بلکہ آج بھی ان کے صرف ایک علاقے میں چالیس سے زائد گروہ ہیں، سب ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، ایک دوسرے کو قتل بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے مال کو مالِ غنیمت بھی سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی متشدد، عبادت میں غلو کرنے والے، معاملہ فہمی میں نادان اور مسئلے کے حل کے لیے ہمیشہ لڑائی پر یقین رکھنے والے ہیں۔

④ **خارجیوں کا طریقہ دعوت نہیں فتنہ و فساد پیدا کرنا ہے:** انھوں نے آج تک کتنے کافروں کو مسلمان کیا؟ کتنے مسلمانوں کو دعوت و اصلاح کے ذریعے ٹھیک کرنے کی کوشش کی ؟ کتنے لوگوں کی نمازیں ٹھیک کروائیں ؟ کتنے لوگوں کے عقیدے توحید کے مطابق کیے؟ اس کے بجائے ان کا طریقہ صرف اور صرف تشدّد اور مسلمانوں کو قتل کرنا ہے، آپس کی دوستی کا معیار عقیدۂ توحید نہیں ، نبوی اعمال نہیں، بلکہ صرف ایک بنیاد ہے جو حکمرانوں اور مسلمانوں کو کافر کہنا، ان کے نزدیک حکمرانوں کو کافر کہنے والا مجاہد ہے، چاہے وہ

عقیدے یا عمل میں کیسا ہی کیوں نہ ہو، جبکہ حکمرانوں کو کافر نہ سمجھنے والا ان کے نزدیک کافر ہے، چاہے وہ مسلمان کتنا ہی متقی و پرہیز گار، نماز، روزے کا پابند اور عالمِ دین ہی ہو یا امریکہ کے خلاف جہاد کرنے والا ''مجاہد فی سبیل اللہ'' اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنے والا ہو، انھوں نے آج تک سوائے دھمکیوں کے دعوت کے لیے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے سب سے بڑے طاغوت اور کافر حکمران فرعون کے پاس موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بھیجا تو فرمایا:

﴿اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾

[طٰہٰ: ٤٣، ٤٤]

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ سرکش ہوگیا ہے۔ پس اس سے بات کرو، نرم بات، اس امید پر کہ وہ نصیحت حاصل کرلے یا ڈر جائے۔''

نبی ﷺ نے ثمامہ بن اثال کو جو ایک کافر قبیلے کا سردار تھا، میدانِ جہاد میں گرفتار کیا اور مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا، تین دن رسول اللہ ﷺ اسے اسلام کی دعوت دیتے رہے، ثمامہ انکار کرتا رہا، بالآخر آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا، وہ مسجد سے باہر گیا فوراً واپس آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ ایک اعرابی مسجد میں پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مارنے کو دوڑے، آپ ﷺ نے منع فرمایا، حتیٰ کہ وہ پیشاب سے فارغ ہوا، آپ ﷺ نے اسے نصیحت کی کہ مسجدیں پیشاب کرنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ عبادت کے لیے ہوتی ہیں۔

یہ تو تھا معاملہ غیر مسلموں کے ساتھ، جبکہ کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں پر رسول اللہ ﷺ تو ہمیشہ ہی بے انتہا مشفق رہے اور ہمیشہ دعوت و نصیحت سے کام لیتے رہے، نہ کہ ان کی گردنیں مار کر شریعتیں قائم کرتے رہے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ غزوہ کے لیے جا رہے تھے، راستے میں مشرکین کی ایک بیری کے درخت جسے وہ ''ذات انواط'' کہتے تھے (اور اس کو متبرک سمجھتے تھے) کے پاس سے گزرے تو بعض نئے مسلمان ہونے والوں (یعنی دین کے مسائل سے لاعلم لوگوں) نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ ہمارے لیے بھی ذاتِ انواط (بیری کا درخت) مقرر کر

دیجیے جس طرح ان کے پاس ایک ذات انواط ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا: ''تم نے مجھ سے وہی مطالبہ کیا ہے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ ہمارے لیے بھی ایک معبود مقرر کر دیجیے جس طرح ان کے پاس ایک معبود ہے۔''

تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم جاہل قوم ہو۔'' [مسند أحمد : ۲۱۸/۵]

غور کیجیے! اللہ رب العالمین کے مقابلے میں نئے ''الٰہ'' کا مطالبہ بغاوت و شرک ہے یا نہیں؟ نبی ﷺ نے ان کی اصلاح فرمائی یا ان پر فتویٰ کفر داغ کر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا؟ اس طرح کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں:

اسلام میں نہ صرف زنا حرام ہے بلکہ زنا کے قریب جانا بھی حرام ہے، لیکن ایک نوجوان صحابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ''مجھے زنا کی اجازت دیجیے''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری بہن کے ساتھ کوئی بدکاری کرے؟''

اس نے کہا: ''نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی منہ کالا کرے؟'' اس نے کہا: ''نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری ماں کے ساتھ کوئی حرام کاری کرے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری خالہ کے ساتھ کوئی زنا کرے؟'' اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیری پھوپھی کے ساتھ کوئی بدکاری کرے؟'' اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اسے قریب کیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دعا کی:

''اے اللہ ! اس بندے کے گناہ معاف کردے اور اس کے دل کو پاک و صاف کردے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس کو گلی کوچوں میں کبھی نظر اونچی کر کے چلتا ہوا نہیں دیکھا گیا۔ [مسند أحمد : ۲۵۷/۵]

ایک مرتبہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو سجدہ کر دیا تو آپ ﷺ نے کہا: ''اے معاذ! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں نے شام میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں اور بڑوں کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے لیے (بطورِ دلیل) اپنے انبیاء کا تذکرہ کرتے ہیں۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے معاذ! اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اس کے اس عظیم حق ہونے کی وجہ سے۔'' [ابن ماجہ : ۱۸۵۳]

اسی طرح سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا تو اسے سجدہ کرتا؟'' میں نے کہا نہیں۔ (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایسا نہ کرو۔'' [أبو دائود: ۲۱۴۰]

اور اس صحابی کا واقعہ کہ جس نے کچھ ایسے الفاظ کہے جن میں رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا شریک بنایا گیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ''مَاشَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ'' (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں) کہتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ (اس طرح کہہ) اللہ اکیلا جو چاہے۔'' [مسند أحمد : ۲۱۴/۱]

ان سب واقعات پر غور کریں! پہلے واقعہ میں بعض لوگوں نے ایک شرکیہ بات کہی لیکن نبی ﷺ نے اصلاح فرمائی۔ دوسرے واقعہ میں ایک حرام عمل کی اجازت طلب کرنے پر آپ ﷺ نے فطری انداز سے اصلاح تو فرمائی لیکن تکفیر کا پہلو اختیار کرنے میں عجلت اور جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا، جس طرح آج کل معاشرے میں رائج ہے، بلکہ نہایت صبر و تحمل سے دعوت و نصیحت کے ذریعے سے اصلاح کا عمل جاری رکھا۔

⑤ **قرآنی آیات کی غلط تشریح کرنا:** تکفیری ہمیشہ قرآنی آیات پڑھ کر لوگوں کو سناتے ہیں اور اس کی من مانی تشریح کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المائدة:٤٤]

”اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، پس وہی لوگ کافر ہیں۔“

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ آیات کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔
[أبوداوٗد : ٤٤٤٨]

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں: ”یہ وہ کفر نہیں ہے جس کی طرف یہ لوگ جا رہے ہیں، یعنی وہ کفر نہیں ہے جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دے، بلکہ اس آیت میں ”کفر دون کفر“ (یعنی گناہ کبیرہ) ہے۔“ [مستدرك حاكم : ٣١٣/٢]

تکفیری ہمیشہ اس طرح کی آیات پڑھ کو لوگوں اور مسلمان حکمرانوں پر چسپاں کر کے انھیں کافر بنانے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ان آیات کی تفسیر رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لینے کے بجائے اپنے جذبات سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا موجودہ حادثات و واقعات پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چونکہ یہ خود ہی ”مفتی“ ہوتے ہیں اس لیے کسی مستند عالمِ دین سے پوچھنا توہین سمجھتے ہیں، بلکہ انھیں بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ پاکستان میں دھماکے کرنے والے تکفیری پاکستان وسعودی عرب کے بڑے بڑے علماء میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے، ان کے ہاں فتوے دینے کے لیے کوئی بھی معروف یا قابل ذکر عالم دین نہیں ہے۔

⑥ **کفار کے خلاف جاری جہاد سے روکنا:** تکفیریوں کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ یہ لوگوں کو ہمیشہ جہاد سے روکتے ہیں، کشمیر کے ”جہاد فی سبیل اللہ“ کو ایجنسیوں کا جہاد کہیں گے، اسی طرح دیگر خطوں کے جہاد کو بھی طاغوتی یا فسادی جہاد کہیں گے، جبکہ خود مسلمانوں کو کافر بنا کر قتل کرنے کے لیے نوجوانوں کو ویڈیوز دکھا کر کہیں گے دیکھو پاکستان میں یہ ظلم ہوتا ہے، فلاں ادارہ یہ ظلم کر رہا ہے، فلاں شخص یہ زیادتی کر رہا ہے، قائل کرتے ہیں کہ اصل جہاد تو پاکستان کو ختم کرنا ہے، امریکہ سے لڑنے کے بجائے پاکستان میں لڑو، پاکستان بڑا طاغوت ہے جبکہ امریکہ چھوٹا طاغوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو نوجوان ان تکفیریوں کے گمراہ کن جال میں پھنس جاتا ہے وہ کسی ظالم کافر کے خلاف جہاد کرنے کے

بجائے ہوسکتا ہے کہ اپنے ہی والدین کو کافر قرار دے کر قتل کر دے، جیسا کہ میں نے سعودی عرب والے واقعہ میں لکھا ہے۔

ان لوگوں نے ہزاروں نوجوانوں کو جو جہاد پر جا رہے تھے، جہاد کے بارے میں مشکوک کر دیا، ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا ہے، وہ جو رسول اللہ ﷺ کے منہج کے مطابق ظالم یہود و نصاریٰ سے لڑنے جاتے تھے اور حقیقی شہادت کا جام پینے کو تیار تھے، اب وہ مسلمانوں کا خون چوسنے کو تیار بیٹھے ہیں، وہ جو بھارتی و امریکی فوجیوں کے پرخچے اڑا رہے تھے اب اپنے ہی شہروں کی مسجدوں، بازاروں اور حکومت کے اہلکاروں کو بارود سے اڑانے میں مصروف ہیں اور اسے حصولِ جنت کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں۔

سری نگر میں قید ایک مجاہد نے ہمیں بتایا کہ پاکستان میں بم دھماکوں کی خبروں پر ہندو ایس۔پی (S.P) جیل میں آیا اور خوشی کا اظہار کر کے ہمیں کہنے لگا ہمیں پاکستان میں ایسے ہی لوگوں کی تلاش تھی، اب ہم ان سے رابطہ کر کے اس کام کو تیز کریں گے۔

⑦ خفیہ (باطنی) تحریکیں چلانا: تکفیریوں کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ خفیہ تحریکیں چلاتے ہیں، انڈر گراؤنڈ کام کرتے ہیں، اپنے چہرے چھپاتے ہیں، اپنی شناخت چھپاتے ہیں، ایجنڈا خفیہ رکھتے ہیں، ان کے حملوں میں مارنے والے کو بھی نہیں پتا ہوتا کہ وہ کیوں ان لوگوں کو قتل کر رہا ہے اور نہ ہی مرنے والوں کو علم ہوتا ہے کہ وہ انھیں کیوں مارے جا رہے ہیں؟ ان کا پیغام ہمیشہ مشکوک، ان کی گفتگو ہمیشہ شبہات پیدا کرتی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی باتیں سن کر آدمی اندھیرے میں ڈوب کر ٹامک ٹوئیاں مارنے لگتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے اسے فتنہ قرار دیا، فرمایا آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ فرمایا اس میں جھانکنے والا، اس پر تبصرے کرنے والا بھی فتنے کا شکار ہو جائے گا۔

تکفیری ہمیشہ لوگوں سے تنہائی میں ملاقاتیں کریں گے اور اکثر وہ دیندار لوگوں کو ہی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیوں کہ عام مسلمان جو دین سے دور ہے، اس پر وہ محنت ہی نہیں

کرتے، ان کے لٹریچر خفیہ اور بغیر ایڈریس کے ہوتے ہیں، ان کے اجلاس خفیہ اور چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔ یہ لوگوں کے مجمع میں آکر بات نہیں کر سکتے اور نہ ہی سرِ عام اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے، بلکہ نظریاتی طور پر کمزور یا جماعتوں سے ناراض کارکنوں سے خفیہ ملاقاتیں کر کے انھیں اپنے جال میں پھنساتے ہیں، جماعتوں کی کمزوریوں اور قائدین و امراء کی غیبتیں کر کے سچی جھوٹی باتیں پھیلا کر کام کرنے والے عام کارکن کو شکوک سے بھر کر ایسا متنفر اور (کنفیوژ) کرتے ہیں کہ وہ بے چارہ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر اور ان کی بظاہر ''نیکی'' کی باتیں سن کر مسلمانوں میں پھٹ کر انھیں مارنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اس طرح وہ جنت کے راستے سے جہنم کے راستے کی طرف چل پڑتا ہے۔ (العیاذ باللّٰہ)

⑧ **کافروں کے ساتھ قریبی تعلقات:** مسلمانوں کی دشمنی میں یہ اس حد تک آگے چلے جاتے ہیں کہ کافروں کی گود میں جا کر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے، یہ کہتے ہیں کہ مسلمان حکمران وعوام بڑے طاغوت ہیں، ان کے خلاف امریکا و انڈیا سے تعاون لینا جائز ہے۔ کیسے عقل کے اندھے ہیں جس امریکا سے بظاہر دوستی پر پاکستان کو کافرستان قرار دیتے ہیں، اسی امریکا سے مدد لے کر پاکستان میں حملے کرنا درست سمجھتے ہیں!؟ یاللعجب!!

پاکستان میں بم دھماکے اور خودکش حملے کرنے والے اس وقت کس کی گود میں پناہ لیے ہوئے ہیں اور کون ان کی پشت پناہی کر رہا ہے؟ امریکا؟ نیٹو؟ یہ لوگ اسلحہ ان سے لے رہے ہیں، یہ کبھی بھی امریکہ کا ہدف نہیں رہے، امریکا نے آج تک ان لوگوں کو ختم کرنے کے لیے کوئی بھرپور کارروائی نہیں کی۔ ان لوگوں کو کبھی دہشت گرد قرار نہیں دیا، ان پر تو عالمی سطح پر کوئی پابندی نہیں لگائی، ان کے سروں کی قیمتیں کبھی نہیں لگائیں۔ امریکا نے ہمیشہ اپنے خلاف لڑنے والوں کے سروں کی قیمتیں لگائی ہیں، صرف ان تنظیموں کو دہشت گرد قرار دیا ہے جو اس کے خلاف لڑ رہی ہیں، لیکن ان کا تو امریکہ خود پشتی بان ہے، کیوں کہ وہ امریکی ایجنڈا پورا کر رہے ہیں، وہ کام جو امریکا گزشتہ دس سالوں میں نہیں کر سکا، جو نقصان وہ پاکستان کی املاک اور مسلمانوں کا نہیں کر سکا، ہائے افسوس! وہ کام اس نے تکفیریوں کے ذریعے بڑے مختصر عرصے میں

کروا دیا ہے۔

⑨ نام نہاد ''ہجرت'' کرنا: تکفیری جب مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں تو پھر مسلمانوں کے علاقے چھوڑ کر ایک علاقہ منتخب کرتے ہیں جہاں تمام تکفیریوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ سب یہاں آ کر رہیں، حالانکہ وہ علاقہ بھی مسلمان حکومتوں ہی کی عمل داری میں آتا ہے، وہ اس چھوٹے علاقے کو اسلامی علاقہ قرار دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں اور جو مسلمان ان کی دعوت قبول نہیں کرتے ان کو بھی وہ کافر قرار دیتے ہیں۔ وزیرستان بھی پاکستان کا حصہ ہے، لیکن اسے وہ ایک الگ خطہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ وہاں بھی تکفیریوں کے چالیس سے زائد گروہ ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اور ایک دوسرے پر حملے کرتے ہیں۔ وہاں کوئی ایک حکومت قائم ہے نہ ان کا کوئی ایک امیر ہے اور نہ ہی حدود کے نفاذ کی کوئی ایک عدالت ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی تکفیری کوفہ و بصرہ سے باہر نکل گئے تھے، وہ کہتے تھے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب تک کوئی ہمارے ساتھ آ کر ہمارے علاقے میں ہجرت نہ کرے وہ مومن نہیں ہوسکتا، حالانکہ وہ ہجرت کر کے بھی ''مشرکوں و کافروں'' کے ملک سے نہیں نکل سکے۔ ان کی دعوت نہ پھیلنے کی ایک وجہ ہجرت کا ''فرض'' ہونا بھی ہے، کیوں کہ کئی لوگ ان کے ہم خیال ہونے کے باوجود جب ان کے ''دارالسلام'' میں نہیں پہنچ پاتے تو وہ بھی کافر ہوجاتے ہیں۔ اکثر تکفیری اپنے بیوی، بچوں اور والدین کو تو پاکستان میں رکھتے ہیں اور ان سے ملنے بھی آتے ہیں بچے بھی جنتے ہیں لیکن خود اپنے بنائے ہوئے نام نہاد ''دارالسلام'' میں رہتے ہیں۔ بہت عجیب اور ناسمجھ آنے والا معاملہ ہے۔

⑩ تضادات کا شکار گروہ: ''ایک شخص جو کہ تکفیری تھا، اس نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے چند معمولی سوالات پوچھے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حیرت ہے جو شخص مسلمانوں کے قتل عام اور خون بہانے میں بہت دلیر ہے، وہ فروعی و فقہی معاملات میں کس قدر احتیاط سے کام لیتا ہے۔'' وہ ایک طرف حرمِ مکہ میں سور مارنے پر معافی مانگتے تھے لیکن دوسری

طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیتے تھے اور خواتین کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے، ایک طرف پھل بغیر خریدے کھانا حرام سمجھتے تھے دوسری طرف معصوم بچوں کو بے دریغ اور بلا جھجک قتل کرنا حلال سمجھتے تھے۔ بلکہ اس کی دلیلیں قرآن مجید سے نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ ایک طرف سارا دن روزے سے بھوکے پیاسے رہتے ہیں دوسری طرف مسلمان تاجروں کو اغوا کر کے اور بعض اوقات قتل کر کے رقم وصول کرتے ہیں۔ ایک طرف قرآن پڑھتے اور تہجد ادا کرتے ہیں، دوسری طرف مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگا دیتے ہیں۔ عبادت میں مصروف لیکن اتنے سنگ دل کہ بلکتے بچوں اور روتی عورتوں کی سسکیاں ان کے دلوں کو نرم نہیں کر سکتیں، ایک طرف مسلمانوں کو کافر ثابت کرنے پر زور دینا، تو دوسری طرف امریکا و انڈیا سے مدد لینا، ان کی پناہ میں رہنا، ان کے دیے ہوئے اہداف کو پورا کرنا اور ان کی ایجنسیوں کی دی ہوئی معلومات پر پاکستان میں کارروائیاں کرنا......۔ اس طرح کے بے شمار تضادات آپ کو تکفیریوں میں نظر آئیں گے۔

⑪ **خارجی ہمیشہ مسلمانوں کی قیادت سے محروم رہے:** تاریخ گواہ ہے کہ یہ لوگ آج تک اپنی منظّم اور مستقل حکومت قائم نہیں کر سکے۔ ان کے مقامی سطح پر مختلف علاقوں میں محدود پیمانے پر غیر منظّم حکومت کرنے کے آثار ملتے ہیں، چودہ سو سالہ تاریخ میں اس فتنے نے مسلمانوں کو گہرے زخم لگائے ہیں اور بڑھتے ہوئے جہاد کو روکا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اکثر و بیشتر جنگیں ان کی سرکوبی کے لیے لڑتے رہے، تکفیریوں نے ہمیشہ اسلام دشمن قوتوں کے لیے راستہ ہموار کیا اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا لیکن آج تک کوئی منظّم بڑی حکومت قائم نہیں کر سکے اور نہ ہی کوئی حکومت حاصل کر سکیں گے۔ (ان شاء اللہ) کیوں کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دُعا ہے کہ یہ ہمیشہ توڑ دیے جائیں گے۔

وجہ یہ ہے کہ حکومت قائم کرنے کے لیے صرف طاقت کا ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ انسانی

خوبیوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی خوبی نہ بھی ہو تو کم از کم ایک صفت تو ایسی ہونی چاہیے کہ جس کے بغیر کوئی بھی گروہ قائم نہیں رہ سکتا، اگرچہ وہ جرائم پیشہ افراد کا گروہ ہی کیوں نہ ہو اور وہ صفت ہے آپس کا اتحاد۔ یہ لوگ آپس کا اتحاد بھی قائم نہیں رکھ سکتے، یہ ایک دوسرے پر غلطیوں اور گناہوں کی وجہ سے فتوے لگانے شروع کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل بھی کرتے ہیں۔ ان میں برداشت اور صبر نام کی کوئی چیز نہیں ہے، یہ ایسے خونخوار کتے ہیں جو آپس میں بھی لڑ پڑتے ہیں، پھر ان میں سے ہر ایک دم دبا کر بھاگ پڑتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے انھیں جہنم کے کتے کہا ہے اور دین سے خارج قرار دیا ہے، لہٰذا یہ اب بھی اپنی حکومت نہیں بنا سکیں گے۔ شریعت اور اسلام کا غلبہ صرف ان مجاہدین کے ہاتھوں میں ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے منہج پر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ظالم یہود و نصاریٰ کے خلاف مسلمانوں کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو خلافت و امارت عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ!

تکفیر کے فتنے سے کیسے بچا جائے......؟

① **ہمیشہ کتاب وسنت سے تمسک رکھا جائے:** خصوصاً آیات کی تشریح وتفسیر کے لیے اپنی رائے کے بجائے علمائے حق کی طرف رجوع کیا جائے اور قرآن مجید کے ظاہر معانی و ترجمہ سے رائے قائم کرنے کے بجائے اس کی تفسیر حدیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول سے سمجھی جائے۔خاص طور پر وہ آیات جن میں کفر کا ذکر ہے۔

② **نیکی کر کے استغفار کرنا:** جی ہاں نیکی کر کے استغفار کرنا چاہیے کہ اللہ کے ہاں قبول ہوئی بھی ہے یا نہیں، اسی طرح نیکی کر کے خود کو دوسروں سے افضل سمجھنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا، اس بیماری کے آغاز کی علامات ہیں۔ابلیس نے آدم علیہ السلام کو حقیر اور جانا سجدے سے انکار کیا، نتیجہ یہ نکلا اس کی کہ زندگی بھر کی نیکیاں گنوا بیٹھا۔ یہودیوں نے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کو قریشیوں میں حقیر جانا اور خود کو پیغمبروں کی اولاد جان کر افضل گردانا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے آخری نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور ہمیشہ خسارے کا سودا کر لیا۔ اسی طرح جو شخص دوسرے لوگوں کو ایمان و اسلام اور اعمال میں اپنے سے کمتر اور حقیر سمجھتا ہے، بالآخر وہ انھیں اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کرتا ہے اور خود اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

③ **فتوے بازی سے گریز کیا جائے:** جب نیک لوگوں کو بیوقوف سمجھ کر ان کی غیبتیں کی اور ان کی جاتی ہیں نیکیوں کو ''لا حاصل'' قرار دیا جاتا ہے تو بالآخر زبان کھلتے کھلتے حکمرانوں اور علماء کی تکفیر تک جا پہنچتی ہے اور اس مرحلے سے واپس آنا نہایت مشکل امر ہے۔

امام ابن کثیر اپنی کتاب ''البدایۃ والنھایۃ'' میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن

حسین کہتے ہیں: ''میں نے ایاس بن معاویہ کے سامنے ایک شخص کی برائی بیان کی ، ایاس بن معاویہ نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کیا تم نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا ؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا: ''کیا تم نے سندھ اور ہندوستان کے خلاف جہاد کیا؟'' میں نے کہا نہیں۔ ایاس بن معاویہ نے کہا: ''کیا وجہ ہے کہ یہود، عیسائی اور ہندو تمھارے وار سے محفوظ ہیں مگر مسلمان تم سے محفوظ نہیں؟''

④ **اپنے مسائل کی بنیاد حکمرانوں کو قرار دینا:** جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں رواج ہے کہ مسجد میں کسی کا جوتا بھی چوری ہو جائے تو اس کا ذمہ دار حکمرانوں کو قرار دیا جاتا ہے۔ ہر مسئلے میں حکمرانوں کو گالیاں دینا، بد دعائیں دینا، ان کے لطیفے گھڑنا، بالآخر بات حکمرانوں کو بے دین کافر قرار دینے تک جا پہنچی ہے اور پھر خروج کے مسئلے چھڑ جاتے ہیں۔

⑤ **دوسروں سے ایک مثالی اور آئیڈیل کردار کی توقع رکھنا:** ہم خود جیسے بھی ہوں، کسی کے حقوق کا خیال رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، اپنے ملازمین اور بیوی بچوں سے ہمارا معاملہ خواہ کیسا ہی ہو، اپنے حکمرانوں کو ہم خلفائے راشدین سے کم نہیں دیکھنا چاہتے، حالانکہ وہ ہم میں سے ہی ہیں بلکہ حکومت میں ہونے کی وجہ ہم سے زیادہ اللہ کی معصیت کے مرتکب ہونے والے ہیں، کیونکہ حکومت ہے ہی ایسی جگہ جہاں نیکیوں کا گراف گرتا ہے بڑھتا نہیں الا ما شاء اللہ۔ وہ حکمران جنھیں سورۂ اخلاص پوری طرح ازبر نہیں ان کے بارے میں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے کیوں نہیں......؟

⑥ **پروپیگنڈے سے متاثر ہونا:** فتنۂ تکفیر پروپیگنڈے سے خوب پھیلتا ہے اور عام آدمی بھی اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف محض پروپیگنڈے کر کے ہی کچھ لوگوں کو بدگمان کر دیا گیا تھا ورنہ حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔

''ایک شخص بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، ایک ہاتھ اس کا بالکل سوکھ چکا تھا، وہ کہہ رہا تھا اے اللہ ! تو مجھے معاف کر دے لیکن میں جانتا ہوں تو مجھے بالکل معاف نہیں کرے گا۔ کسی نے

وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب لاش کمرے میں تنہا پڑی تھی تو میں نے اپنی قسم پوری کرنے کے لیے ان کو تھپڑ رسید کیا، اس کے بعد میرا یہ ہاتھ سوکھ گیا۔'' لہٰذا پروپیگنڈے سے بچنا نہایت ضروری ہے، آج کل تو محض موبائل فون یا انٹرنیٹ پر فیس بک کے ذریعے چند گھنٹوں میں پورے ملک کی فضا خراب کر دی جاتی ہے اور ہم لوگ سوچے سمجھے بغیر ان ایس۔ایم۔ایس (S.M.S) کو آگے بھیج دیتے ہیں، اور کسی عالمِ دین یا معلومات رکھنے والے شخص سے ایس،ایم، ایس کی تصدیق کروانا ضروری نہیں سمجھتے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فتنوں پر تبصرے کرنے والا بھی نہیں بچے گا۔''

⑦ **حکومت کرنے کا لالچ رکھنا:** حکومت کرنے کا خواب اور اختیارات کی خواہش ایسا لالچ ہے جس کے لیے موجودہ حکومت گرانا ضروری ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بھوکے بھیڑیے بھیڑوں کے ریوڑ کا اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا عہدے اور مال کی طلب آدمی کے دین کا نقصان کر دیتی ہے۔'' [ترمذي : ٢٣٧٦]

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ ذمہ داری (حکومت و امارت) طلب کرتا ہے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خائن (خیانت کرنے والا) ہے۔'' [أبو داؤد : ٢٩٣٠]

فائدہ: یہ حدیث تو ضعیف ہے لیکن دیگر صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت، منصب اور عہدہ طلب کرنا شرعاً محبوب نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ حکومتی مناصب کے حصول کے لیے ہر طرح کے جتن تو کر لیتے ہیں لیکن توفیقِ ربانی شاملِ حال نہیں ہوتی۔

ایک مسلمان کا کام دعوت و جہاد ہے، وہ اسی پر توجہ رکھے، عہدوں اور حکومت کا لالچ حقیقی داعی اور مجاہد فی سبیل اللہ کو برباد کر دیتا ہے۔

⑧ **شدت پسندی سے باز رہیں:** اسلام افراط و تفریط کا نام نہیں بلکہ یہ اعتدال کا دین ہے، خاص طور پر کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کے خلاف تو بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، ایک مسلم کی عزت و حرمت والی احادیث ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھیں بلکہ انھیں وقتاً فوقتاً دہراتے رہیں۔

⑨ **جماعت سے جڑ کر رہیں:** جماعت پر اللہ کی خاص مدد شامل حال ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(بے شک) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔'' [نسائي: ٤٠٢٧] جس کا کوئی امیر نہیں اور جس کی کوئی جماعت نہیں، وہ بہت جلد تکفیر کے فتنے کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے اکیلی بھیڑ پر بھیڑیے کا حملہ آسان ہوتا ہے ایسے ہی اکیلے آدمی پر شیطان جلد حملہ آور ہوتا ہے۔ ہم نے خود اپنی جماعتی زندگی میں محسوس کیا کہ جب ایک فتنہ ظاہر ہوتا ہے تو اس کی شدت دیکھ کر لگتا ہے کہ ہم سب اس میں بہہ کر ختم ہو جائیں گے، لیکن جماعت میں رہنے کی وجہ سے معاملات کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے، امیر اپنے کارکنان کو حصار میں لے کر بچانے کی کوشش کرتا ہے، جماعت کے علماء و واعظین فوراً جماعت کو اس سے بچنے کی تدابیر فراہم کرتے ہیں اور ہم سب اس طوفان سے بخیر و عافیت محفوظ ہو جاتے ہیں۔

⑩ **دعوت و جہاد کے کام میں مصروف رہیں:** نبی ﷺ سے پوچھا گیا فتنوں کے دور میں لوگوں میں سے بہتر کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر اپنے دشمنوں کو ڈرانے والا ہو اور وہ اسے ڈراتے ہوں۔'' [ترمذي: ٢١٧٧]

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملہ (اسلام) کی ابتدا نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت و رحمت ہے، پھر ملوکیت و رحمت ہے، پھر وہ لوگ اس حکومت کو حاصل کرنے کے لیے گدھوں کی طرح جھگڑیں گے، پس تم جہاد کو لازم پکڑنا اور افضل جہاد محاذوں پر پڑاؤ ڈالنا ہے۔'' [المعجم الكبير: ١٠٩٧٥]

پس جو شخص لوگوں کی اصلاح میں لگا رہتا ہے اور عقیدۂ توحید کی دعوت، شرک سے بچنے کی ترغیب، نمازوں کی اصلاح، دیگر اعمال صالحہ کی نصیحت کرتا رہتا ہے اور کافروں کے خلاف محاذوں پر بھی جاتا رہتا ہے، یہی شخص فتنوں کے دور میں محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ!

⑪ **ان سے دوستی ہرگز نہ کریں:** اپنا دامن بچا کر رکھیں، نشے والے سے دوستی رکھیں گے تو ایک دن خود بھی اس بیماری کا شکار ہونے کا خدشہ ہے، ورنہ صحبت کی بدنامی تو لازمی آئے گی۔ لہٰذا اپنے قریبی ساتھیوں کو آگاہ کر دیں کہ فلاں شخص تکفیری ہو گیا ہے اس سے بچ کر رہیں۔

تکفیریوں کا علاج

① ان سے عام لوگ بحث اور مناظرے نہ کریں ورنہ فتنے کا شکار ہو جاؤ گے ۔ یہ علمائے حق کا کام ہے کہ وہ اچھے طریقے سے انھیں نصیحت کریں، امام لالکائی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص امام مالک رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں آپ کو بحث کی دعوت دیتا ہوں، اگر آپ غالب آ گئے تو میں آپ کی موافقت کروں گا، میں غالب آ گیا تو آپ میری موافقت کر لیجیے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اگر کوئی تیسرا شخص ہم دونوں پر غالب آ جائے تو کیا اس کی بات تسلیم کر لی جائے؟ یہ کوئی معیارِ حق نہیں۔'' بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو بحث میں خاموش کرا دے تو وہ حق پر ہے، یقیناً ایسا نہیں ہے۔

② تکفیریوں کے خلاف نظریاتی و مسلح قوت تیار رکھی جائے اور جب تک وہ حملہ آور نہ ہوں، اس وقت تک ان کے شر سے بچا جائے اور جب یہ حملہ آور ہو جائیں تو پھر جماعت کے قائدین اور علماء فیصلہ کریں کہ ان کے حملوں کو کیسے روکنا ہے اور مسلح قوت سے ان کا قلع قمع کیسے کرنا ہے؟ البتہ انفرادی طور پر کوئی شخص ایسا فیصلہ نہ کرے بلکہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھے، حتیٰ کہ حوضِ کوثر پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہو جائے۔